گناہِ صغیرہ و کبیرہ

کی تقسیم اور ان کی معافی

گناہوں کی ایسی دیوار کھڑی نہ کریں جو آپ کو

اللہ

سے دُور کردے



تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

Gunah -e- Sagheera -o- Kabeera aur unki Maafi

Compiled by :

Maulana Nadeem Ahmed Ansari

Published by :

Al Falah Islamic Foundation, Mumbai, India.

website : www.afif.in

Email : alfalahislamicfoundation@gmail.com

Blog : Alfalahislamicfoundation.blogspot.in

Facebook : facebook.com/alfalahislamicfoundation

کتاب: گناہِ صغیرہ وکبیرہ کی تقسیم اور ان کی معافی

مصنف: مولانا ندیم احمد انصاری

صفحات: ۳۲

سالِ اشاعت: ۲۰۱۶ء

ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

انتساب

اس علمی، دینی کاوش کو میں اپنے

والدین محترمین

کے نام منسوب کرنا فخر سمجھتا ہوں

جنھوں نے مجھے بے سروسامانی کے عالم میں اس مختصر مگر دینی کام

کے کرنے کا موقع دیا اور ہر وقت اپنی نیک دعاؤں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں کے

سایۂ عاطفت کو بعافیت

میرے سر پر تادیر قائم رکھے۔

آمین

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرس

تمہید

الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، أمابعد:

اللہ جلِ جلالہٗ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کو 'گناہ' سے تعبیر کیا جاتا ہے، جس کے صدور کے بعد 'انسان' کو کسی 'کل' چین نہیں ملتا لیکن موجودہ مادّی دور نے جیسے گناہوں کا احساس ہی ختم کر دیا ہے، جب کہ کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اولاً گناہ کو گناہ سمجھا جائے۔ جس بات یا کام کو کوئی انسان گناہ ہی نہیں سمجھتا تو وہ اسے آخر کیوں چھوڑے گا؟ تقریباً ہر انسان سے گناہ تو ہوتے ہیں لیکن کسی گناہ کو کرنے کے بعد اس پر افسوس نہ ہونا اور توبہ نہ کرنا نیز گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا مذموم ترین عمل ہے، اس کے باوجود آج معاشرے میں ایسے افراد کی کمی نہیں جو گناہ کو گناہ ہی سمجھتے۔ اسی کے پیشِ نظر یہ مختصر مگر مدلل رسالہ ترتیب دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ لوگ گناہ کی قباحت سمجھ کر توبہ کی طرف مائل ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر سی علمی و دینی خدمت کو میرے، میرے والدین، اساتذہ تلامذہ و مشائخ نیز تمام محبین و متعلقین کے حق میں صدقۂ جاریہ بنائے، سب کو تمام گناہوں سے سچی توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور سب کے ظاہر و پوشیدہ اور یاد و بھولے ہوئے گناہوں کو معاف فرمائے بلکہ سیئات کو حسنات سے مبدّل فرمائے۔ آمین

بندہ ندیم احمد انصاری غفرلہ

(خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، ممبئی، انڈیا)

”رسالہ مکمل طور پر علمی اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے“

حضرت مفتی جسیم الدین قاسمی صاحب مدظلہ

(مفتی واستاذ مرکز المعارف، ممبئی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلیاً امابعد!

چھوٹے ہوں یا بڑے، گناہ گناہ ہی ہیں، لیکن اللہ تبارک تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے چھوٹے گناہوں کو ہمارے نیک اعمال کے صدقے میں معاف فرما دیتے ہیں۔ گناہ تو انسان کا خاصہ اور انسان وفرشتے میں امتیاز کا ذریعہ ہے لیکن گناہ کر کے اگر کوئی توبہ کرلے تو وہ اللہ کی نظر میں ایسا ہی ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ ظاہر ہے کہ انسان گناہوں سے جب ہی توبہ کرسکتا ہے جب اسے گناہوں کی شناخت اور توبہ کا صحیح طریقہ بھی معلوم ہو۔ حضرت مولانا ندیم صاحب مدظلہ العالی کا یہ رسالہ ’گناہِ صغیرہ وکبیرہ اوران کی معافی‘ اس سلسلے کا ایک نادر رسالہ ہے۔ قرآن، حدیث، شراحِ حدیث کے آرا، فقہاے کرام اور سلفِ صالحین کی گراں قدر تشریحات سے مزین یہ رسالہ انتہائی مفید ہے عوام الناس کے لیے بھی اور علم دوست حضرات کے لیے بھی۔

اس رسالے میں مولف نے گناہ، اس کی قسمیں اور پھر گناہِ کبیرہ وصغیرہ کی تعریف، اس سلسلے میں مختلف اقوال، کون سے گناہ نیک اعمال سے معاف ہوجاتے ہیں، مغفرت کے وعدے سے متعلق حدیث کی وضاحت، گناہِ کبیرہ معاف کروانے کے طریقے، سچی توبہ کسے کہتے ہیں، اللہ اور بندوں کے حقوق میں فرق اور ان سے بَری ہونے کے شرائط، گناہِ صغیرہ کب گناہ کبیرہ بن جاتے ہیں، توبہ کے فضائل -- ان تمام گوشوں پر نصوصِ شرعیہ اور عباراتِ اکابر کی روشنی میں انتہائی سلیقے کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔

میں نے اس رسالے کو شروع سے آخر تک دیکھا، رسالہ مکمل طور پر علمی اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے تاکہ ہمیں اپنے گناہوں پر نظر رہے اور توبہ واستغفار کی بار بار توفیق ملتی رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لیتا رہے اور ان کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرما کر امت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین

جسیم الدین قاسمی

مفتی واستاذ مرکز المعارف، ممبئی

۱۰/ محرم الحرام، ۱۴۳۶ھ

توبہ کی تاکید

ارشادِ ربانی ہے:

{قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ}۔

(اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندوں سے) کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو! (تم میں سے) جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ بے شک وہ (اللہ) تو (توبہ کر لینے پر) تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا، بہت رحم کرنے والا ہے۔ (الزمر: ۵۳)

ایک مقام پر ارشاد ہے:

{يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ}۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور صاف دل سے توبہ کرو۔ امید (رکھو) کہ وہ تمھارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور عنقریب تمھیں ایسی جنت میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (التحریم: ۸)

نیز ارشاد فرمایا:

{وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ}۔

اور اے مومنو! تم سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، شاید (تمھارے گناہ معاف کردیے جائیں اور) تم فلاح پاؤ۔ (النور:۳۱)

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی نہ صرف توبہ قبول کرتا ہے بلکہ ان کے سیئات کو حسنات سے بدل دیتا ہے۔

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہے؛

{وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا، يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا، اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا}۔

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، ان کو قتل نہیں کرتے، مگر (شریعت کے موافق) جائز طریقے پر، اور بدکاری نہیں کرتے (وہ سچے ایمان والے ہیں)۔ اور جو یہ کام کرے گا، سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اس میں رہے گا، مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عملِ صالح کیے، تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان:۶۸-۷۰)

پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ازخود دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے:

{وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ}۔
اور تمھارے رب نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو! میں تمھاری (دعا ضرور) قبول کروں گا۔(المؤمن:۶۰)

نہایت شفقت کے ساتھ مزید ارشاد ہے:

{وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ، اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ}۔
اور (اے پیارے نبی!) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں، تو آپ (ان سے کہہ دیجیے) میں تو (ان کے) پاس ہوں۔ جو کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، تو انھیں چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تا کہ رشد و ہدایت پائیں۔(البقرۃ:۱۸۶)

ایک مقام پر دوٹوک الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا:

{اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا}۔
اگر تم ان کبائر سے بچتے رہوگے، جن سے تمھیں ہم نے روکا ہے، تو ہم تمھارے (نامۂ اعمال) سے ان برائیاں ختم کر دیں گے اور تمھیں عزت کی جگہ (یعنی جنت میں) داخل کریں گے۔(النساء:۳۱)

معلوم ہوا، کبائر سے اجتناب کے نتیجے میں صغائر کو باری تعالیٰ محض اپنے لطف وکرم سے معاف فرما دیتے ہیں۔

مغفرت کا وعدہ

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے:

انما وعد اللہ المغفرۃ لمن اجتنب الکبائر۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے، جو لوگ گناہِ کبیرہ سے بچتے ہیں۔ (الدر المنثور: ۴/ ۲۷۳)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے:

الکریم ھو الحسن فی الجنۃ۔

ہم تمھارے صغیرہ گناہ بخش دیں گے اور ’کریم‘ سے مراد جنت میں بہتر جگہ ہے۔ (الدر المنثور: ۴/ ۲۷۳، ابن المنذر: ۱۶۷۶)

قرآن کریم کا مخصوص اندازِ بیان یہ ہے کہ جب کسی جرم پر سزا سے ڈرایا جاتا ہے، جسے ترہیب کہتے ہیں، تو اس کے ساتھ ترغیب کا پہلو بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جو شخص اس جرم سے باز آئے گا، اس کے لیے یہ انعامات و درجات ہیں۔ اس آیت میں بھی ایک خاص انعامِ خداوندی ذکر کر کے ترغیب دی گئی ہے، وہ یہ کہ اگر تم بڑے گناہوں سے بچ گیے تو تمھارے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو ہم خود معاف کر دیں گے اور اس طرح تم ہر طرح کے بڑے چھوٹے (صغیرہ وکبیرہ) گناہوں سے پاک ہو کر عزت و راحت کے اس مقام میں داخل ہو سکو گے، جس کا نام جنت ہے۔ (معارف

القرآن: ۲/ ۳۸۲، بتغیر)

گناہوں کی قسمیں

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) کچھ کبیرہ یعنی بڑے گناہ اور (۲) کچھ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ۔ مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص ہمت کر کے کبیرہ گناہوں سے بچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ (اس کی برکت سے) اس کے صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ خیال رہے! کبیرہ گناہوں سے بچنے میں یہ بھی داخل ہے کہ تمام فرائض وواجبات کو ادا کرے۔ کیوں کہ فرض وواجب کا ترک کرنا خود ایک کبیرہ گناہ ہے۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جو شخص اس کا پورا اہتمام کرے کہ تمام فرائض وواجبات ادا کرے اور تمام کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے، تو حق تعالیٰ اسے، اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ کر دیں گے۔ (معارف القرآن: ۲/ ۳۸۳-۳۸۴، بتغیر) اس سے معلوم ہوا کہ فرائض وواجبات کا ترک کسی صورت میں جائز نہیں۔

اعمالِ صالحہ صغیرہ گناہوں کا کفارہ

حج وعمرہ سے گناہوں کی معافی کی بابت علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

العارضة ما قدمناه فی غیر موضع ان هذه الطاعات انما تکفر الصغائر فأما الکبائر فلاتکفرها الا الموازنة لأن الصلاة لاتکفرها، فکیف العمرة والحج وقیام رمضان، ولکن هذه الطاعات ربما أثرت فی القلب

فأورثت توبة تكفر كل خطيئة۔

ہم نے ایک سے زیادہ جگہ یہ بات لکھی ہے کہ طاعات سے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، نہ کہ کبیرہ گناہوں کا۔نماز (جیسی عبادت بھی) کبیرہ گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی تو عمرہ وحج اور قیامِ رمضان کیسے کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن سکتے ہیں؟ البتہ یہ عبادتیں بسا اوقات دل پر ایسی اثر انداز ہوتی ہیں کہ ان کی بدولت بندے کو سچی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور یہ توبہ اس کے تمام (صغیرہ وکبیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔(عارضۃ الاحوذی: ۲۶/۴)

اعمالِ صالحہ گناہوں کا کفارہ کب

یہ وضاحت بھی ذہن نشین کرتے چلیں کہ اعمالِ صالحہ کے ذریعے گناہوں کا کفارہ ہونا جو روایاتِ حدیث میں مذکور ہے، اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔صغیرہ کی معافی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ آدمی ہمت اور کوشش کرکے کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔اگر کوئی شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا رہتے ہوئے وضو اور نماز ادا کرتا رہے، تو محض وضو، نماز یا دوسرے اعمالِ صالحہ اس کے صغیرہ گناہوں کا بھی کفارہ نہیں ہوں گے اور کبیرہ تو اپنی جگہ ہیں ہی۔اس لیے کبیرہ گناہوں کا ایک بہت بڑا ضرر خود ان گناہوں کا وجود ہے، جس پر قرآن واحادیث کی شدید وعیدیں آئی ہیں اور وہ بغیر سچی توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔اس کے علاوہ دوسری محرومی یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے چھوٹے گناہ بھی معاف نہیں ہوتے اور یہ شخص محشر میں کبائر وصغائر کے بوجھ میں لدا حاضر ہوگا اور کوئی اس وقت اس کا بوجھ ہلکا نہ کرسکے گا۔(ماخوذ

ازمعارف القرآن: ۲/ ۳۸۳-۳۸۴،بتغیر)

صغائر کا کفارہ ہونے کا مطلب

کفارہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمالِ صالحہ کو صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنا کر اس کا حساب بیباق کر دیں گے اور بجائے عذاب کے ثواب اور بجائے جہنم کے جنت نصیب ہوگی۔۔ جیسے احادیثِ صحیحہ میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص نماز کے لیے وضو کرتا ہے، تو (یہ عمل) ہر عضو کے دھونے کے ساتھ ساتھ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ چہرہ دھویا تو آنکھ، کان، ناک وغیرہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ کلی کر لی تو زبان کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ پاؤں دھوئے، تو پاؤں کے گناہ دھل گیے، پھر جب وہ مسجد کی طرف چلتا ہے، تو ہر قدم پر گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن: ۲/ ۳۸۳)

کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے

صغائر تو اس طرح نیکیوں سے معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، اسی لیے امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

قال: مالکم والکبائر، وقد وعدتم المغفرۃ فیما دون الکبائر۔

تمھیں کبیرہ گناہوں سے کیا سروکار، جب کہ تم سے گناہِ صغیرہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (الدر المنثور: ۴/ ۳۵۶، ابن المنذر: ۱۶۷۴)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، جو آدمی گناہِ کبیرہ سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات

بیان کی گئی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اجتنبوا الکبائر، و سدِّدوا، و أبشروا۔

کبیرہ گناہوں سے بچو، درست اعمال کرو اور تمھیں (جنت کی) بشارت ہو۔ (الدر المنثور: ۴/ ۳۵۷، ابن جریر: ۶/ ۶۶۰)

تمام گناہوں سے توبہ کرنا فرض عین ہے

بہجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین میں ہے:

و ھی فرض عین علی کل مسلم نصاً بالکتاب و السنۃ و الاجماع وبالضرورۃ العقلیۃ۔

تمام گناہوں سے توبہ کرنا ہر مسلمان پر کتاب، سنت، اجماع اور ضرورتِ عقلیہ کے نص کے مطابق فرض ہے۔ (بہجۃ الناظرین: ۱/ ۵۰)

علماء نے فرمایا ہے:

التوبۃ واجبۃ من کل ذنب، فان کانت المعصیۃ بین العبد و بین اللہ تعالیٰ لا تتعلق بحق آدمی فلھا ثلاثۃ شروط: أحدھا أن یقلع عن المعصیۃ والثانی أن یندم علی فعلھا، و الثالثہ أن یعزم أن لا یعود الیھا أبداً، فان فقد أحد الثلاثۃ لم تصح توبتہ، و ان کانت المعصیۃ تتعلق بآدمی فشروطھا أربعۃ ھذہ الثلاثۃ و أن یبدأ من حق صاحبھا۔ فان کانت مالاً أو نحوہ ردہ الیہ، و ان کان... و یجب أن یتوب من جمیع الذنوب، فان تاب من بعضھا صحت توبتہ عند أھل الحق من ذلک الذنب و بقی علیہ الباقی۔ و قد تظاھرت دلائل الکتاب، و السنۃ، و اجماع الأمۃ علی وجوب التوبۃ۔

ہر گناہ سے توبہ کرنا فرض ہے۔ پھر اگر گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور کسی بندہ کا حق اس سے متعلق نہیں ہے تو اس سے توبہ کی تین شرطیں ہیں: (۱) گناہ کو ترک کر دینا (۲) کیے ہوئے گناہ پر شرمندہ ہونا اور (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو توبہ 'توبہ' نہیں کہلائے گی اور اگر گناہ کا تعلق بندہ سے متعلق ہے تو پھر توبہ کی ایک اور شرط ہے، وہ یہ کہ حق والے کا حق ادا کرے--- تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر کسی نے بعض گناہوں سے توبہ کی (اور بعض سے نہیں)، تو اہل حق کے نزدیک اس گناہ سے اس کی توبہ درست شمار کر لی جائے گی اور باقی گناہ اس کے ذمے باقی رہیں (جن سے توبہ نہیں کی ہے)۔ توبہ کے لزوم پر کتاب وسنت اور اجماعِ امت کے بے شمار دلائل ہیں۔ (ریاض الصالحین: ۱/۵۰)

توبہ سے ذنوب معاف ہوتے ہیں حقوق نہیں

ایک نہایت اہم بات اور یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ سے کسی کے حقوق (خواہ ان کا تعلق خاص اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہو یا اس کے بندوں سے) معاف نہیں ہوتے، بلکہ ذنوب معاف ہوتے ہیں، جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ حج سے گناہ معاف ہونے کے ذیل میں فرماتے ہیں:

هو مخصوص بالمعاصي المتعلقة بحقوق الله خاصة دون العبادة ولا تسقط الحقوق أنفسها فمن كان عليه صلاة أو كفارة ونحوها من حقوق الله تعالى لا تسقط عنه لانها حقوق لا ذنوب۔ انما الذنوب تأخيرها، فنفس

التأخير يسقط بالحج لا هي أنفسها فلو آخرها بعده تجدد اثم آخر فالحج المبرور يسقط اثم المخالفة لا الحقوق۔

یہ حکم صرف ان گناہوں کا ہے، جن کا تعلق خاص طور پر حقوق اللہ سے ہے نہ کہ حقوق العباد سے۔ پھر اس سے حقوق اللہ بھی بندے سے ساقط نہیں ہوں گے (بلکہ گناہ معاف ہوں گے)۔ مثلاً اگر کسی کے ذمے قضا نماز یا کسی چیز کا کفارہ واجب ہو یا اللہ کا کوئی اور حق باقی ہو تو یہ حقوق اس سے ساقط اور معاف نہیں ہوں گے۔ کیوں کہ یہ حقوق ہیں، ذنوب (گناہ) نہیں۔ گناہ اور معصیت تو اصل میں ان حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے، لہٰذا نفس تاخیر کا گناہ حج کے باعث معاف ہوجائے گا نہ کہ وہ حق۔ (اسی طرح) حج کی ادائیگی کے بعد حقوق کی ادائیگی میں پھر تاخیر کرے گا تو نیا گناہ ہوگا۔ پس حجِ مبرور سے مخالفت کا گناہ ساقط ہوجاتا ہے نہ کہ حق۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ۳/۹۷)

کبیرہ گناہ سے کیا مراد ہے

علماءِ امت نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہاں ہم مختصراً ذکر کرتے ہیں:

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے ارشاد فرمایا:

کل شیء عصی اللہ فیه، فھو کبیرۃ۔

جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، وہ کبیرہ گناہ ہے۔ (الدرالمنثور: ۴/ ۳۵۸، ابن جریر: ۶/ ۶۵۲)

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

کل ما وعد اللہ علیہ النار۔

گناہِ کبیرہ سے مراد وہ گناہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کی دھمکی دی ہے۔ (الدرالمنثور: ۴/ ۳۵۸، ابن ابی حاتم: ۵۲۱۵)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

الکبائر کل ذنب ختمه اللہ بنار أو غضب أو لعنة أو عذاب۔

گناہِ کبیرہ سے مراد وہ گناہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ کیا ہے۔ (الدرالمنثور: ۴/ ۳۵۸، شعب الایمان للبیہقی: ۲۹۰)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کل ذنب نسبه اللہ الی النار فھو من الکبائر۔

ہر وہ گناہ، جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف کی ہے، وہ گناہِ کبیرہ میں سے ہے۔ (الدرالمنثور: ۴/ ۳۵۸، ابن جریر: ۶/ ۶۵۳)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے:

الکبائر کل موجبة أو جب اللہ لأھلھا النار، و کل عمل یقام به الحد فھو من الکبائر۔

ہر وہ گناہ، کبیرہ ہے، جس کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا فیصلہ کیا ہے اور ہر وہ گناہ؛ جس پر حد جاری ہوتی ہے، وہ بھی گناہِ کبیرہ ہے۔ (الدرالمنثور: ۴/ ۳۵۸،

بان جرے:٦/ ٦٥٣)

گناہِ صغیرہ کب کبیرہ بن جاتے ہیں

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ صغیرہ گناہ عامۃً نیکیوں کے طفیل معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن اگران پراصرار کیا جائے تو پھران کی معافی تو کجا، ان کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے اور یہ بڑھ کر کبیرہ کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔

امام بیہقیؒ نے حضرت قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے نقل کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کل ذنب أصر علیه العبد کبیرٌ، و لیس بکبیر ماتاب عنه العبد۔

ہر وہ گناہ، جس پر بندہ اصرار کرے، وہ کبیرہ ہے اور جس سے توبہ کر لے وہ کبیرہ نہیں۔(شعب الایمان للبیہقی: ٧١٤٩، الدر المنثور: ٤/ ٣٥٩)

گناہِ کبیرہ وصغیرہ کی تقسیم اور ان کی تعریفات کے ساتھ ساتھ یہ بھی خوب سمجھ لیجیے کہ مطلق گناہ نام ہے؛ ہر ایسے کام کا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو۔ اسی سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ یعنی چھوٹا کہا جاتا ہے، درحقیقت وہ بھی چھوٹا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت ہر حالت میں نہایت سخت وشدید جرم ہے۔ اسی حیثیت سے امام الحرمین اور بہت سے علماءِ امّت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت کبیرہ ہی ہے۔۔۔کبیرہ اور صغیرہ کا فرق، صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ اور موازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس معنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: جس

کام سے شریعتِ اسلام میں منع کیا گیا ہے، وہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس گناہ کو اصطلاح میں صغیرہ یا چھوٹا کہا جاتا ہے، اس کے یہ معنی کسی کے نزدیک نہیں ہیں کہ ایسے گناہوں کے ارتکاب میں غفلت یا سستی برتی جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کیا جائے، بلکہ صغیرہ گناہ، بے باکی اور بے پرواہی کے ساتھ کیا جائے، تو وہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا:

''چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے، جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو۔ یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری۔ انسان ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔''

اسی لیے محمد بن کعب قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کر دیا جائے، جو لوگ نماز، تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے، ان کی یہ عبادت (بھی) مقبول نہیں۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے، اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا۔''

سلفِ صالحینؒ نے فرمایا ہے:

''ہر گناہ کفر کا قاصد ہے، جو انسان کو کافرانہ اعمال واخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔'' (ماخوذ از معارف القرآن: ۲/ ۳۸۳، بتغیر)

مذکورہ بالا اقوال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک گناہ؛ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ-- اسے کس درجہ شنیع سمجھا جاتا تھا! اور کیوں نہ ہو اس احکم الحاکمین کی کوئی بھی نافرمانی بھلا کیسے چھوٹی ہو سکتی ہے؟

حقوق کی معافی مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں:

أن رسول اللہ ﷺ دعا عشية عرفة لأمته بالمغفرة والرحمة، فأكثر الدعاء فأوحى اللہ اليه أني قد فعلت الا الظلم بعضهم بعضاً، وأما ذنوبهم فيما بينهم وبيني قد غفرتها، فقال: يا رب انک قادر على أن تثيب هذا المظلوم خيراً من ظلمته، وتغفر لهذا الظالم۔ فلم يجبه تلک العشية فلما كان غداة المزدلفة أعاد الدعاء فأجابه أني قد غفرت لهم۔ قال فتبسم رسول اللہ ﷺ، فقال له بعض اصحابه يا رسول اللہ ﷺ تبسمت فى ساعته لم تكن تبسم فيها، قال: تبسمت عن عدو اللہ ابليس أنه لما علم أن اللہ تعالىٰ قد استجاب لی فى امتى أهوى يدعوا بالويل والثبور ويحثو التراب على رأسه۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی رات میں اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا کی اور بہت کثرت سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی؛ میں نے آپ کی دعا قبول کر لی۔ سوائے ان بندوں کے، جو لوگ آپس میں ظلم کرتے ہیں۔ میرے اور میرے بندوں کے درمیان جو گناہ ہیں، وہ میں نے معاف کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آپ اس پر قادر ہیں کہ اس مظلوم کو اس پر کیے گیے ظلم سے بہتر بدلہ عنایت فرما دیں اور اس ظالم کی بھی مغفرت فرما دیں۔ لیکن

اس رات یہ فریاد قبول نہیں ہوئی۔ پھر مزدلفہ کی صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا (اور وحی نازل ہوئی کہ) میں نے ان (ظالموں) کی مغفرت فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر تبسم فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے تعجب کے ساتھ آپ سے تبسم کی وجہ دریافت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کو دیکھ کر مسکرایا۔ اسے جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول فرمالی، تو وہ رونے اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۶)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وھذا الحدیث لہ شواھد کثیرۃ وقد ذکرناھا فی کتاب 'البعث' فان صح بشواھدہ ففیہ الحجۃ وان لم یصح فقد قال اللہ عز و جل {ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء}۔ (النساء: ۴۸، ۱۱۶) وظلم بعضھم بعضاً دون الشرک۔

اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں، جس کو ہم نے 'البعث' نامی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ پس اگر یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہو تو اس میں حجت ہے اور اگر صحیح نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شرک کو تو معاف نہیں فرمائے گا، اس کے سوا جس گناہ کو چاہے گا معاف فرمادے گا اور لوگوں کے درمیان آپس (کے حقوق مار لینے) کا ظلم بھی بہرحال شرک کے سوا ہے۔ (شعب الایمان: ۱/ ۳۰۵)

اس حدیث سے یہ اشارہ ملا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ اپنے بندوں پر نہایت رحیم وکریم ہے، اس سے یہ بھی بعید نہیں کہ بندے کے اخلاص پر اس کی دریائے رحمت جوش میں

آ جائے اور بندوں کے ذنوب کے ساتھ ساتھ حقوق بھی معاف کر دیے جائیں۔ یوں تو یہ عام قاعدہ کے خلاف ہے، لیکن اس ربِّ کائنات کو اختیار تو اس کا بھی حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ اس پر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ ایسا ہونے پر صاحبِ حق کا حق مارا جائے گا اور یہ اس پر ظلم شمار ہوگا اور اللہ کی ذات ظالم نہیں! تو یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کریم ذات کسی پر ظلم نہیں کرتی لیکن ایسا بھی تو ممکن ہے کہ عام قاعدہ کے خلاف باری تعالیٰ صاحبِ حق کو اپنے خزانے سے اس کا حق دے کر راضی کر دے، پھر تو کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ لیکن یہ معاملہ کس خوش نصیب کے ساتھ پیش آئے اس کی علم نہیں، اس لیے ہر وقت انسان کو گناہ کے ارتکاب سے ڈرتے رہنا اور بتقاضائے بشریت گناہ کے صادر ہو جانے پر فوراً توبہ کرنا لازم ہے۔

ساتھ ہی اہل السنۃ والجماعت اور احناف کے اکابرینؒ کا مسلک بھی ذہن نشین رہے:

ولكن نقول من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة، والمعاني المبطلة، ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا، فإن الله تعالىٰ لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها، وما كان من السيئات دون الشرك والكفر، ولم يتب عنها حتى مات مؤمناً، فإنه في مشية الله تعالىٰ إن شاء عذبه وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی نیکی کرے گا اس کی سب شرطیں ملحوظ رکھتے ہوئے، اور وہ نیکی ان عیوب سے خالی ہو جو نیکی کو برباد کرنے والے ہیں، پھر وہ شخص اپنی نیکی کو کفر وارتداد کے ذریعہ، اور اخلاقِ سئیہ کے ذریعہ برباد نہ کرے، یہاں تک

کہ دنیا سے بحالتِ ایمان گذر جائے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی نیکی کو ضائع نہیں فرمائیں گے، بلکہ اس کی وہ نیکی قبول فرمائیں گے، اور اس کو اس پر ثواب عطا فرمائیں گے، اور جو برائیاں شرک وکفر سے نیچے درجہ کی ہیں اور جن سے برائیاں کرنے والے نے توبہ نہیں کی ہے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے بحالتِ ایمان گذر گیا، تو اس کا معاملہ اللہ کی مشیت میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو دوزخ کی سزا دیں گے، اور اگر چاہیں گے تو اس سے درگذر فرمائیں گے، اور اس کو دوزخ کی سزا بالکل نہیں دیں گے۔ (شرح الفقہ الأکبر:۱۸)

توبہ کے فضائل اور بشارتیں

احادیثِ مبارکہ میں توبہ کی فضیلت میں بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں، یہاں نہایت اختصار کے ساتھ عرض ہے؛

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب اللہ علیه۔

جو شخص اس سے پہلے پہلے توبہ کرتا ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ (مسلم: ۲۷۰۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو أخطأتم حتی تبلغ السماء ثم تبتم لتاب اللہ علیکم۔

اگر تمھاری خطائیں اتنی ہو جائیں کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو۔ تو بھی اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور معاف کر دے گا۔ (ابن ماجہ:۴۲۴۸، الترغیب:۴۵۹۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل ابن آدم خطاء، و خیر الخطائین التوابون۔

آدم کی کل اولاد خطاوار ہے، لیکن ان میں سب سے بہتر خطا کرنے والے وہ ہیں، جو خطا کے بعد توبہ کر لیں۔ (الترمذی:۲۵۰۱، ابن ماجۃ: ۴۲۵۱، الترغیب:۴۵۹۶)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر۔

بے شک! اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں، جانکنی کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے۔ (ابن ماجۃ: ۴۲۵۳، الترمذی:۳۵۳۷، وقال الترمذی: حدیث حسن)

بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو یہاں تک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ! لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم، ولجاء بقوم یذنبون، فیستغفرون اللہ، فیغفر لھم۔

اگر تم میں سے کوئی شخص بھی گناہ نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ تم سب کو ہلاک کر دے گا، پھر ایسی قوم لائے گا، جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ کے حضور توبہ کریں گے۔ پس اللہ

تعالیٰ ان سب کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ (مسلم:۲۷۴۹)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔

گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا ہے، جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجۃ:۴۲۵۰، الترغیب:۴۶۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

ان عبداً أصاب ذنباً، فقال: یا ربِّ انی أذنبت ذنباً فاغفرہ لی، فقال له ربه: علم عبدی أن له رباً یغفر الذنب ویأخذ به، فغفر له، ثم مکث ما شاء اللہ، ثم أصاب أصاب ذنباً آخر، وربما قال: ثم أذنب ذنباً آخر، فقال: یارب انی أذنبت ذ۔ باً آخر فاغفرہ لی۔ قال ربه: علم عبدی أن له ربأیغفر الذنب ویأخذ به، فغفر له، ومکث ما شاء اللہ، ثم أصاب ذنباً آخر، وربما قال: ثم أذنب ذنباً آخر، فقال: یارب انی أذنبت ذنباً فاغفرہ لی، فقال ربه: علم عبدی أن له رباً یغفر الذنب، ویأخذ به، فقال ربه: غفرت لعبدی فلیعمل ما شاء۔

بے شک! جب کسی بندے سے کوئی گناہ رسز د ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کے حضور گڑ گڑاتا ہے؛ اے اللہ! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے، جو مغفرت بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی طرح توبہ کیے ہوئے

رہتا ہے کہ اس سے پھر کوئی گناہ ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اللہ کے حضور عرض کرتا ہے؛ اے اللہ! مجھ سے پھر تیری نافرمانی ہو گئی، مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک! میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کر سکتا ہے اور میری پکڑ بھی کر سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی حال میں رہتا ہے، جیسا کہ اللہ چاہتے ہیں کہ اس سے پھر کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ وہ پھر اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور عرض کرتا ہے؛ اے اللہ! مجھ سے تیری نافرمانی ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں الخ۔ (الترغیب: ۴۵۹۷، رواہ البخاری ومسلم)

چند اشعار

اب اخیر میں ابو محمد ابن حیان اندلسی (متوفی: 517ھ) کے ان دانائی سے پُر اشعار پر رسالہ کو ختم کرتا ہوں؛

یا من یُصیخ الی داعی الشقاء وقد
نادیٰ بہ الناعیان: الشیب والکبر
ان کنت لا تسمع الذکری ففیم تُریٰ
فی رأسک الواعیان: السمع والبصر
لھم بھذہ الھادیا: العین والأثر
لا الدھر یبقیٰ! الا الدنیا ولا الفلک

الأعلی ولا النیران: الشمس والقمر

لیرحلن عن الدنیا وان کرھا

فراقھا الثاویان: البدو والنھر

اشعار کا ترجمہ

اے وہ شخص، جو گناہوں میں لذت پا رہا ہے، کیا اپنے بڑھاپے اور بُرے آپے سے بھی بے خبر ہے؟ اگر نصیحت اثر نہیں کرتی تو کیا دیکھنے سننے سے بھی تجھے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ سن لے! آنکھیں اور کان اپنا کام نہ کریں، تو یہ اتنا برا نہیں، جتنا برا یہ ہے کہ واقعات سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ یاد رکھو! نہ تو دنیا باقی رہے گی، نہ آسمان، نہ سورج اور چاند۔ تمھارا جی چاہے نہ چاہے، ایک روز دنیا سے کوچ کرنا ہی پڑے گا، امیر ہو، غریب ہو، شہری ہو، یا دیہاتی۔

الٰہی تیرا بندہ ہوں!

مولانا ندیم احمد انصاری عاملؔ
(ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

الٰہی تیرا بندہ ہوں سراپا فقر و عصیاں ہوں
گناہوں سے لدا ہوں میرے مولا میں تو انساں ہوں
تِرا ہوں جانتا ہوں اس حقیقت سے میں واقف ہوں
تِرا ہونا ہی ہونا ہے تِرے بن ہو کے میں کیا ہوں؟
غمِ ہستی ستاتا ہے تو دل کو ہم مناتے ہیں
نہیں ہوں میں عبث یوں ہی ترا میں ایک بندہ ہوں
محبت کر کے دیکھو تو مجھے محسوس کر پاؤ
پتا چل جائے گا تم کو نہیں ہوں پھر بھی میں کیا ہوں؟
دعا بس یہ ہے عاملؔ کی، خدا کہہ دے قیامت میں
تو بندہ ہے مرا مخصوص تو میں بھی تو تیرا ہوں

مولانا ندیم احمد انصاری کی دینی، علمی کاوشیں

۱	تعلیمِ اسلام
۲	مومن اور اسلامی سال
۳	قرآنِ کریم کے حقوق‘ ایمان والوں پر
۴	تلاوتِ قرآن کے فضائل ومسائل
۵	ختمِ قرآن کتنے دن میں
۶	قرآنِ کریم کے متن وترجمے سے متعلق نئے مسائل
۷	منظوم ترجمۂ قرآن: مسائل واحکام
۸	رسمِ قرآن خوانی: شریعت کی نظر میں
۹	ایمان واسلام
۱۰	استوٰی علی العرش: اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک
۱۱	وحدۃ الوجود کی حقیقت
۱۲	التحقیق النجیح فی صلاۃ التسبیح
۱۳	شبِ محمود (شبِ براءت پر محقق ومدلل رسالہ)
۱۴	نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ
۱۵	قربانی محض سنت نہیں، واجب ہے
۱۶	ایامِ قربانی کی صحیح تعداد
۱۷	گناہِ صغیرہ وکبیرہ کی تقسیم اور ان کی معافی
۱۸	تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں